کاکوشاہ سے جاوید احمد غامدی بننے کا سفر

کاوش محمد مدثر علی راؤ

عرب کا ایک قبیلہ "غامدی" جو کہ یمن، سعودی عرب، امارات اور امان میں آباد ہے۔لیکن پاکستان ساہیوال میں یہ "غامدی" کیسے آ گیا؟ یہ ایک دلچسپ سوال ہے۔لفظ غامد اور غامدی پر تاریخی تبصرہ کرنے سے پہلے ہم آپ کے سامنے "جاوید احمد غامدی صاحب" کے نام اور نسبت کی حقیقت واضح کر دیں تا کہ بات سمجھنے میں آسان ہو جائے۔

غامدی صاحب کی کتاب مقامات کے صفحہ 15 کے مطابق انکے والد کے پیر صاحب نے انکا نام "کاکوشاہ" تجویز کیا۔چھوٹی خالہ نے "شفیق" اور بڑی خالہ نے "کاکا محمد" نام تجویز کیا۔یہ بزرگ حضرات جب تک زندہ رہے اس وقت تک یہ لوگ اپنے اپنے پسند دیدہ ناموں سے انہیں پکارتے رہے۔

(ملاحظہ فرمائیں مقامات طبع سوم جولائی 2014 صفحہ 15)

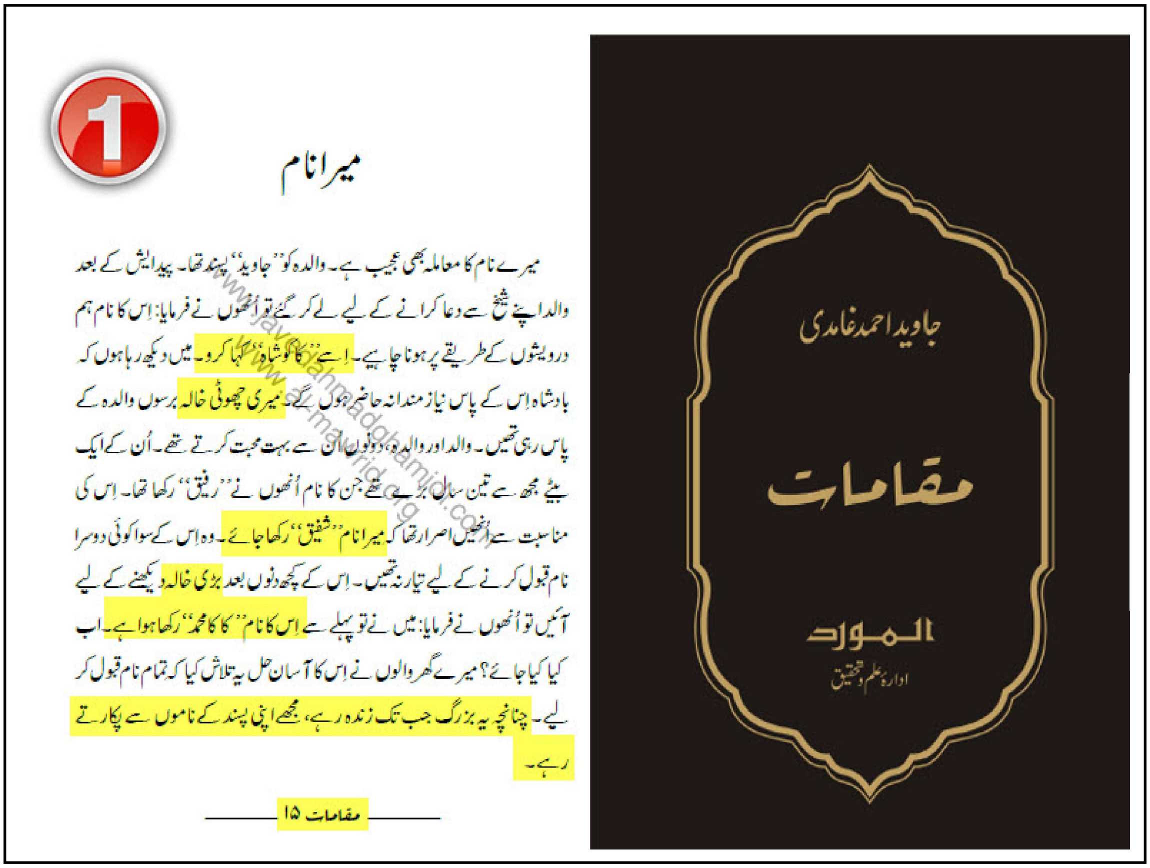

میرا نام

میرے نام کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ والدہ کو "جاوید" پسند تھا۔ پیدایش کے بعد والد اپنے شیخ سے دعا کرانے کے لیے لے کر گئے تو انھوں نے فرمایا: اِس کا نام ہم درویشوں کے طریقے پر ہونا چاہیے۔ اِسے "کاکوشاہ" کہا کرو۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ بادشاہ اِس کے پاس نیاز مندانہ حاضر ہوں گے۔ میری چھوٹی خالہ برسوں والدہ کے پاس رہی تھیں۔ والد اور والدہ، دونوں اُن سے بہت محبت کرتے تھے۔ اُن کے ایک بیٹے مجھ سے تین سال بڑے تھے جن کا نام اُنھوں نے "رفیق" رکھا تھا۔ اِس کی مناسبت سے اُنھیں اصرار تھا کہ میرا نام "شفیق" رکھا جائے۔ وہ اِس کے سوا کوئی دوسرا نام قبول کرنے کے لیے تیار نہ تھیں۔ اِس کے کچھ دنوں بعد بڑی خالہ دیکھنے کے لیے آئیں تو اُنھوں نے فرمایا: میں نے تو پہلے سے اِس کا نام "کاکا محمد" رکھا ہوا ہے۔ اب کیا کیا جائے؟ میرے گھر والوں نے اِس کا آسان حل یہ تلاش کیا کہ تمام نام قبول کر لیے۔ چنانچہ یہ بزرگ جب تک زندہ رہے، مجھے اپنی پسند کے ناموں سے پکارتے رہے۔

مقامات ۱۵

سکول میں جناب "شفیق" نام سے رجسٹرڈ ہوئے۔ شعور کی عمر کو پہنچنے کے بعد والدہ کے رکھے ہوئے نام "جاوید" کو بطورِ تخلص شامل کر کے "شفیق احمد جاوید" رکھ لیا۔ پھر کالج کے زمانے میں موصوف "جاوید احمد" کے نام سے مشہور ہو گئے۔

(ملاحظہ فرمائیں مقامات طبع سوم جولائی 2014 صفحہ 16)

2

مدرسہ میں داخلے کا وقت آیا تو والد موجود نہ تھے۔ اُس زمانے میں بعض اوقات وہ مہینوں کے لیے اپنے شیخ کی خانقاہ کوٹلی مغلاں چلے جاتے تھے۔ اُن کے ایک عزیز دوست تھے جنھیں ہم چچا کہتے تھے۔ والد کی عدم موجودگی میں وہ مجھے داخل کرانے گئے۔ میرے لیے اُسی اسکول کا انتخاب کیا گیا جس میں میرے خالہ زاد بھائی رفیق پڑھتے تھے۔ نام لکھاتے وقت چچا نے مجھ سے پوچھا تو میں نے سارے نام بتا دیے۔ وہ سخت پریشان ہوئے کہ اب فیصلہ کس طرح کیا جائے۔ اُنھوں نے رفیق کی طرف دیکھا تو اُس نے کہا: ہمارے گھر میں تو اِسے ''شفیق'' ہی کہتے ہیں۔ چچا نے چند لمحوں کے لیے توقف کیا اور پھر یہی نام اسکول کے رجسٹر میں درج کرا دیا۔

میں جب شعور کی عمر کو پہنچا تو مجھے والدہ کا رکھا ہوا نام زیادہ پسند آیا، لیکن اب اسکول کے رجسٹر کا کیا کیا جائے؟ اپنے ایک استاد محمد صادق صاحب سے بات کی تو اُنھوں نے فرمایا: اِس مرحلے پر نام تبدیل کرنا تو مشکل ہوگا۔ تمھیں شعر کہنے کا شوق ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ جاوید تخلص کر لو۔ میں تمھارا نام ''شفیق احمد جاوید'' لکھ دیتا ہوں۔ تمھیں ''شفیق'' پسند نہیں تو اپنا قلمی نام ''جاوید احمد'' بھی رکھ سکتے ہو۔ مجھے یہ تجویز پسند آئی۔ دوست احباب پہلے ہی ''جاوید'' کے نام سے پکارتے تھے۔ چنانچہ کالج کے زمانے سے اِسی نام کی شہرت ہو گئی۔ بعد میں شناختی کارڈ اور پاسپورٹ وغیرہ بنانے کا موقع آیا تو سب جگہ یہی نام لکھا گیا۔

میں غالباً نویں جماعت میں تھا کہ اپنے ایک پھوپھی زاد بھائی کی شادی میں

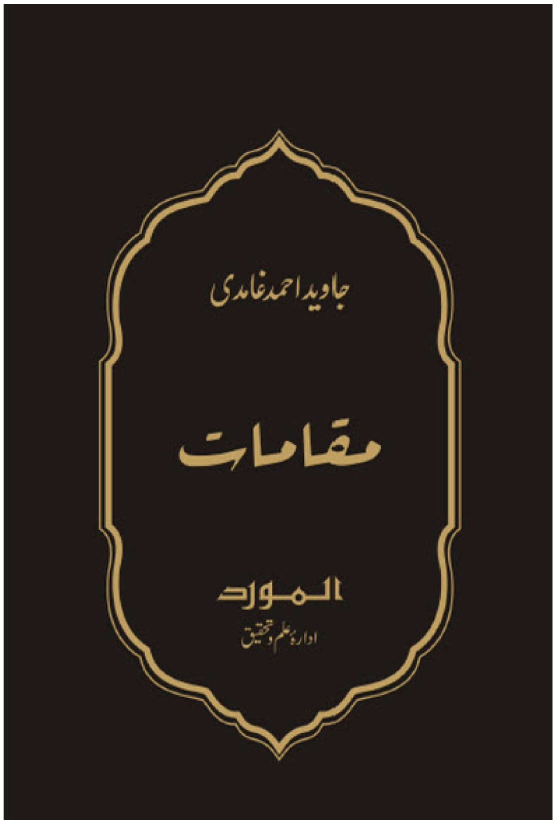

نسبتوں کے حوالے سے جناب کے ذہن میں "داؤدی، جنیدی، نوری اور مصلحی" کی نسبتیں ذہن میں آتی رہیں۔

(ملاحظہ فرمائیں مقامات طبع سوم جولائی 2014 صفحہ 17، 18)

3

شرکت کے لیے لاہور آیا۔ یہاں مجھے پہلی مرتبہ دس پندرہ دن تک بڑے چچا محمد لطیف خان صاحب کے ساتھ رہنے کا موقع ملا۔ اُنھیں اپنے والد اور میرے دادا نور الٰہی صاحب سے عشق کی حد تک محبت تھی۔ رات دن وہ مجھے اُن کے قصے سناتے اور بتاتے تھے کہ گاؤں میں تمھارے دادا ایک مصلح کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ اُن کی نیکی، خدا ترسی اور دانائی کی وجہ سے لوگ اپنے جھگڑے چکانے کے لیے اُن کی طرف رجوع کرتے اور اُن کا ہر فیصلہ مان لیتے تھے۔ اُن کی باتوں نے مجھے بے حد متاثر کیا۔ یہ تاثر اتنا شدید تھا کہ میں ہر وقت دادا کے بارے میں سوچتا، یہاں تک کہ کئی دن تک سوتا تو خواب میں بھی اُنھی کو دیکھتا تھا۔

اِس موقع پر خاندان کے ایک دوسرے بزرگ اور بچوں کے لیے دینی کتابوں کے مصنف مقبول انور صاحب داؤدی سے ملاقات ہوئی۔ اُن کی یہ نسبت ہمارے گاؤں ''داؤد'' کی وجہ سے تھی۔ میرے والد کا پورا نام بھی اگرچہ محمد طفیل جنیدی تھا، لیکن بعض اوقات کوئی چیز اچانک متوجہ کر لیتی ہے۔ داؤدی صاحب سے ملنے کے بعد پہلی مرتبہ مجھے خیال ہوا کہ میرے نام کے ساتھ بھی اِس طرح کا کوئی اضافہ ہونا چاہیے۔ لڑکپن میں ایسی خواہشیں بعض اوقات آدمی کے ذہن پر سوار ہو جاتی ہیں۔ میں بھی دن رات یہی سوچتا۔ ایک دن والد صاحب سے اِس موضوع پر بات ہوئی تو اُنھوں نے مقبول صاحب کی اتباع میں ''داؤدی'' کا اضافہ کر لینے کی تجویز دی۔ پھر فرمایا: ہمارے شیخ سے بیعت کر لیتے تو ''جنیدی'' بھی ہو سکتے تھے۔ اِدھر میری

خواہش تھی کہ یہ نسبت دادا سے ہو۔ چچا سے جو کچھ سن چکا تھا، اُس کی بنا پر اب میرے لیے وہی آئیڈیل تھے۔ میں اُن سے نسبت کے لیے سوچتا تو ''نوری'' اور ''مصلحی'' کے الفاظ ذہن میں آتے تھے، لیکن ذوق اُنھیں قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا تھا۔ اِسی حیص بیص میں تھا کہ دو بزرگ ہمارے ہاں مہمان ہوئے۔ والد کا معمول تھا کہ بارہا مہینوں کے لیے سیلانی فقیروں، اطبا اور سنیاسیوں کو اپنے ہاں مہمان ٹھیرا لیتے تھے۔ یہ لوگ بھی اِسی طرح آئے۔ اِن میں سے ایک والد کے پیر بھائی غلام رسول وحشی اور دوسرے کوئی عالم اور سنیاسی تھے جن کا نام عبد اللہ تھا۔ وحشی بہت اچھے کاتب تھے۔ اُنھوں نے اپنے شیخ کی کتاب ''لیلیٰ مجنوں'' اپنے ہاتھ سے لکھی تھی۔ وہ اِسے سناتے اور اِس کی شرح و وضاحت میں تصوف کے اسرار و رموز بیان کرتے تھے۔ عبد اللہ صاحب کی دل چسپی عرب جاہلی کی تاریخ سے تھی۔ وہ اِس کے واقعات والد کو سناتے تھے۔ میں اِن بزرگوں کی مجلس میں گھنٹوں بیٹھتا اور بڑی دل چسپی کے ساتھ اُن کی باتیں سنتا تھا۔ عبد اللہ صاحب نے اِنھی مجلسوں میں کوئی قصہ سناتے ہوئے بیان کیا کہ بنو غامد کے ابو الآبا نے صدیوں پہلے کسی معاملے پر پردہ ڈالا اور اِس طرح اصلاح احوال کی کوشش کی تھی۔ چنانچہ اِسی بنا پر اُنھیں ''غامد'' کا لقب دیا گیا اور 'غمد الأمر' کے الفاظ اِس کے بعد عربی زبان میں 'أصلح الأمر' کے معنی میں استعمال ہونے لگے۔ اُنھوں نے بتایا کہ یہ قبیلہ جزیرہ نمائے عرب میں اِسی نسبت سے غامدی کہلاتا ہے*۔ مجھے فوراً خیال ہوا کہ یہی کام تو میرے دادا کرتے

اسی دوران انہوں نے زمانہ جاہلیت کے ایک شخص کی کہانی سنی۔ جس میں دو گروہوں کے درمیان اختلاف کے معاملے پر پردہ ڈال کر ایک شخص نے اصلاح کی کوشش کی۔ تو اس اصلاح کروانے والے شخص کو "غامد" کا لقب دیا گیا جس کے بعد اس شخص کی اولاد اسی نسبت سے "غامدی" کہلائی۔

(ملاحظہ فرمائیں مقامات طبع سوم جولائی 2014 صفحہ 18)

4

خواہش تھی کہ یہ نسبت دادا سے ہو۔ چچا سے جو کچھ سن چکا تھا، اُس کی بنا پر اب میرے لیے وہی آئیڈیل تھے۔ میں اُن سے نسبت کے لیے سوچتا تو ''نوری'' اور ''مصلحی'' کے الفاظ ذہن میں آتے تھے، لیکن ذوق اُنھیں قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا تھا۔ اِسی حیص بیص میں تھا کہ دو بزرگ ہمارے ہاں مہمان ہوئے۔ والد کا معمول تھا کہ بارہا مہینوں کے لیے سیلانی فقیروں، اطبا اور سنیاسیوں کو اپنے ہاں مہمان ٹھیرا لیتے تھے۔ یہ لوگ بھی اِسی طرح آئے۔ اِن میں سے ایک والد کے پیر بھائی غلام رسول وحشی اور دوسرے کوئی عالم اور سنیاسی تھے جن کا نام عبداللہ تھا۔ وحشی بہت اچھے کاتب تھے۔ اُنھوں نے اپنے شیخ کی کتاب ''لیلیٰ مجنوں'' اپنے ہاتھ سے لکھی تھی۔ وہ اِسے سناتے اور اِس کی شرح و وضاحت میں تصوف کے اسرار و رموز بیان کرتے تھے۔ عبداللہ صاحب کی دل چسپی عرب جاہلی کی تاریخ سے تھی۔ وہ اِس کے واقعات والد کو سناتے تھے۔ میں اِن بزرگوں کی مجلس میں گھنٹوں بیٹھتا اور بڑی دل چسپی کے ساتھ اُن کی باتیں سنتا تھا۔ عبداللہ صاحب نے اِنھی مجلسوں میں کوئی قصہ سناتے ہوئے بیان کیا کہ بنو غامد کے ابوالآبا نے صدیوں پہلے کسی معاملے پر پردہ ڈالا اور اِس طرح اصلاح احوال کی کوشش کی تھی۔ چنانچہ اِسی بنا پر اُنھیں ''غامد'' کا لقب دیا گیا اور 'غمد الأمر' کے الفاظ اِس کے بعد عربی زبان میں 'أصلح الأمر' کے معنی میں استعمال ہونے لگے۔ اُنھوں نے بتایا کہ یہ قبیلہ جزیرہ نماے عرب میں اِسی نسبت سے غامدی کہلاتا ہے*۔ مجھے فوراً خیال ہوا کہ یہی کام تو میرے دادا کرتے

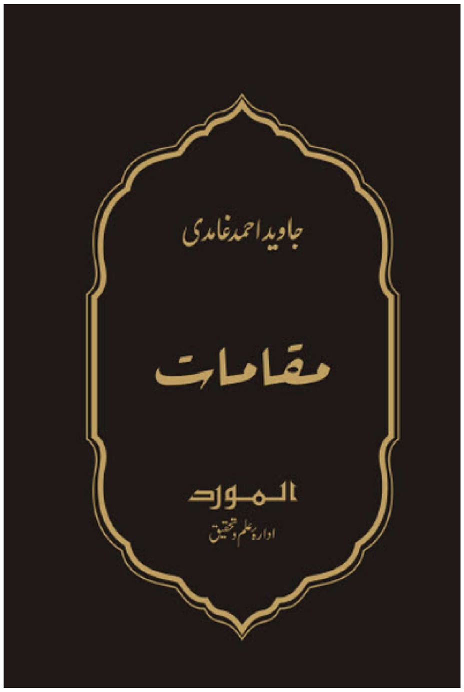

اس واقعہ کی بنا پر کاکوشاہ، شفیق، کاکا محمد، شفیق احمد جاوید، جاوید احمد، داؤدی، جنیدی، نوری اور مصلح جیسی نام اور نسبتیں رکھنے والے شخص نے غامدی بننے کا فیصلہ کر لیا۔

(ملاحظہ فرمائیں مقامات طبع سوم جولائی 2014 صفحہ 19)

5

تھے۔ اِس کے لیے یہ نئی تعبیر علم میں آئی تو بے حد مسرت ہوئی۔ والد سے ذکر ہوا تو اُنھوں نے بھی پسند کیا۔ میں ضلع ساہیوال کے جس دیہاتی ماحول میں رہتا تھا، وہاں اِس طرح کا نام مذاق بن جاتا۔ اِس لیے میں نے اِسے لکھنا تو بہت بعد میں شروع کیا، لیکن اُسی دن فیصلہ کر لیا کہ یہ لفظ اب میرے نام کا حصہ بن جائے گا۔

بچپن، لڑکپن اور اوائل شباب کی خوشیاں بھی عجیب ہوتی ہیں۔ بعد میں سوچتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ کس چیز نے علم و عمل اور فکر و خیال میں کیا اہمیت حاصل کر لی تھی۔ دادا کے ساتھ نسبت کے لیے یہ لفظ مل جانے سے جو خوشی مجھے اُس وقت ہوئی، اُسے میں آج بھی لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔ وقت کس طرح بدلتا ہے، اب بڑی سے بڑی بات بھی دل و دماغ میں اِس طرح کا کوئی اہتزاز پیدا نہیں کرتی۔ ایسی سب چیزیں عمر کے ساتھ کس قدر بے معنی ہو جاتی ہیں:

ہر روز ایک تازہ جہاں کی حکایتیں
اب رہ گئی ہیں قصۂ عہد شباب میں

[۲۰۰۷ء]

---

*اِس کے بعد لغت کی کتابیں دیکھیں تو اِس کی تصدیق ہوئی۔ چنانچہ ''اقرب الموارد'' میں ہے:
(غامدة) أبو قبيلة ينسب إليها الغامديون، وقيل: هو غامد واسمه عمرو ولقب به لإصلاحه أمرًا كان بين قومه۔

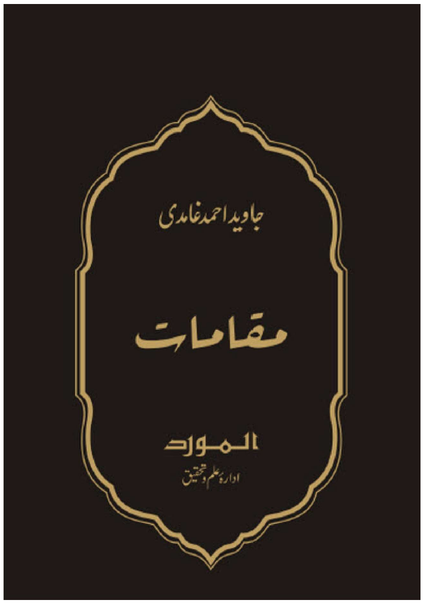

قارئین کرام! اب ہم آپ کے سامنے تاریخ کی روشنی میں لفظ "غامد" اور "غامدی" کا تاریخی پس منظر پیش کریں گے۔ اس کے بعد کاکوشاہ صاحب کے غامدی بننے کا علمی موازنہ پیں کریں گے۔

غامد اور غامدی کی تاریخ کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیں۔

☆ (کتاب اللباب فی تہذیب الانساب)

☆ (کتاب الانساب للسمعانی)

☆ (کتاب طبقات الکبری ابن سعد)

نوٹ: ان سب کی تحقیق آپ وکی پیڈیا پر مکمل دیکھ سکتے ہیں اور اس پر آپ کو تمام کتب تاریخ کے حوالہ جات بھی مل جائیں گے یہاں پر اختصار کی وجہ سے ان تمام کو بیان نہیں کیا گیا البتہ ساتھ وکی پیڈیا کا سکین ضرور لگایا گیا ہے۔

(ملاحظہ فرمائیں سکین نمبر 7)

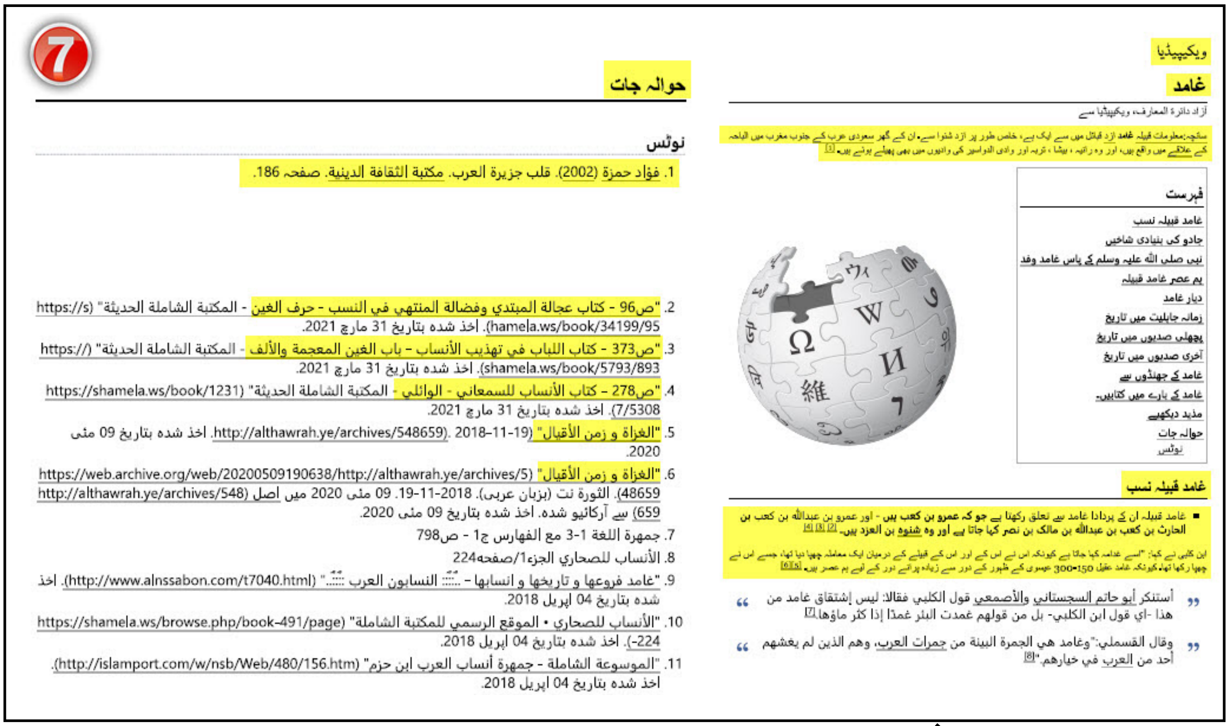

ویکیپیڈیا

غامد

آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا سے

سانچہ:معلومات قبیلہ غامد ازد قبائل میں سے ایک ہے، خاص طور پر ازد شنوا سے۔ ان کے گھر سعودی عرب کے جنوب مغرب میں الباحہ کے علاقے میں واقع ہیں، اور وہ رانیہ، بیشا، تربہ اور وادی الدواسر کی وادیوں میں بھی پھیلے ہوئے ہیں۔[1]

فہرست

- غامد قبیلہ نسب
- جادو کی بنیادی شاخیں
- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غامد وفد
- ہم عصر غامد قبیلہ
- دیار غامد
- زمانہ جاہلیت میں تاریخ
- پچھلی صدیوں میں تاریخ
- آخری صدیوں میں تاریخ
- غامد کے جھنڈوں سے
- غامد کے بارے میں کتابیں۔
- مذید دیکھیے
- حوالہ جات
- نوٹس

غامد قبیلہ نسب

- غامد قبیلہ ان کے پردادا غامد سے تعلق رکھتا ہے جو کہ عمرو بن کعب ہیں - اور عمرو بن عبداللہ بن کعب بن الحارث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر کہا جاتا ہے اور وہ شنوہ بن العزد ہیں۔[2][3][4]

ابن کلبی نے کہا: "اسے غدامہ کہا جاتا ہے کیونکہ اس نے اس کے اور اس کے قبیلے کے درمیان ایک معاملہ چھپا دیا تھا، جسے اس نے چھپا رکھا تھا۔ کیونکہ غامد عقل 150-300 عیسوی کے ظہور کے دور سے زیادہ پرانے دور کے لوگ ہم عصر ہیں۔[5][6]

" أستنكر أبو حاتم السجستاني والأصمعي قول الكلبي فقالا: ليس إشتقاق غامد من هذا -اي قول ابن الكلبي- بل من قولهم غمدت البئر غمدًا إذا كثر ماؤها.[7] "

" وقال القسملي:"وغامد هي الجمرة البينة من جمرات العرب، وهم الذين لم يغشهم أحد من العرب في خيارهم."[8] "

حوالہ جات

نوٹس

1. فؤاد حمزة (2002). قلب جزيرة العرب. مكتبة الثقافة الدينية. صفحہ 186.
2. "ص96 - كتاب عجالة المبتدي وفضالة المنتهي في النسب - حرف الغين - المكتبة الشاملة الحديثة" (https://shamela.ws/book/34199/95). اخذ شدہ بتاریخ 31 مارچ 2021.
3. "ص373 - كتاب اللباب في تهذيب الأنساب - باب الغين المعجمة والألف - المكتبة الشاملة الحديثة" (https://shamela.ws/book/5793/893). اخذ شدہ بتاریخ 31 مارچ 2021.
4. "ص278 - كتاب الأنساب للسمعاني - الوائلي - المكتبة الشاملة الحديثة" (https://shamela.ws/book/12317/5308). اخذ شدہ بتاریخ 31 مارچ 2021.
5. "الغزاة و زمن الأقيال" (http://althawrah.ye/archives/548659). 2018-11-19. اخذ شدہ بتاریخ 09 مئی 2020.
6. "الغزاة و زمن الأقيال" (https://web.archive.org/web/20200509190638/http://althawrah.ye/archives/548659). الثورة نت (بزبان عربی). 2018-11-19. 09 مئی 2020 میں اصل (http://althawrah.ye/archives/548659) سے آرکائیو شدہ. اخذ شدہ بتاریخ 09 مئی 2020.
7. جمهرة اللغة 1-3 مع الفهارس ج1 - ص798
8. الأنساب للصحاري الجزء1/صفحہ224
9. "غامد فروعها و تاريخها و انسابها - النسابون العرب" (http://www.alnssabon.com/t7040.html). اخذ شدہ بتاریخ 04 اپریل 2018.
10. "الأنساب للصحاري • الموقع الرسمي للمكتبة الشاملة" (https://shamela.ws/browse.php/book-491/page-224). اخذ شدہ بتاریخ 04 اپریل 2018.
11. "الموسوعة الشاملة - جمهرة أنساب العرب ابن حزم" (http://islamport.com/w/nsb/Web/480/156.htm). اخذ شدہ بتاریخ 04 اپریل 2018.

زمانہ جاہلیت میں یمن کے ایک شخص عَمر بن عبداللہ نے حمیر قبیلے میں کسی جھگڑے کے معاملات کو چھپا کر انہیں بڑے فساد سے بچالیا۔ قبیلے کے سربراہ نے اس شخص کے اس کارنامہ پر اس کو "غامد" کا لقب دیا جس کی وجہ سے اس شخص کی اولاد اور اس کا سارا قبیلہ "غامدی" کہلایا۔ جبکہ پاکستان کے جناب "جاوید احمد غامدی صاحب" نا ہی اس قبیلے کے ہیں اور نا ہی یہ غامدیا غامدی کا لقب انہیں کسی بھی سربراہ نے انہیں دیا بلکہ موصوف نے یہ لفظ خود ہی کسی کے لیے وضع کیا اور خود ہی اسکی نسبت اپنی طرف کر کے خود کو "غامدی" کہلوانے لگ گئے۔ اس قبیلہ کا وفد بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔

یمن کے اس شخص "غامد" کی ساری اولاد غامدی کہلائی اور پھر اس طرح غامدی قبیلہ متعارف ہوا۔ جبکہ "جاوید احمد غامدی صاحب" نے اپنے خاندان کیکسی شخص کو "غامد" کہ کر اپنے آپ کو اس کی طرف منسوب کیا اور اپنی نسبت "غامدی" بنائی۔
تو اب سوال یہ ہے کہ کیا "اس شخص کی اولاد اور خود جاوید احمد غامدی صاحب کے باقی خاندان نے بھی خود کو غامدی کہلوایا؟ اور یہ غامدی نسبت اپنائی؟؟؟
اگر ایسا نہیں ہوا تو پھر جاوید احمد غامدی صاحب کا یمن کے اس قبیلہ پر قیاس کر کے خود کو غامدی کہنا کیسے درست ہو سکتا ہے؟ اس شخص غامد کی اولاد اور اس کے قبیلہ کی آبادی قریباً 70 لاکھ کے قریب ہے جبکہ پاکستان کے غامدی صاحب اکیلے ہی شخص ہیں جو غامدی کہلائے جاتے ہیں۔
یہ لفظ "غامدی" اگر اپنے معنوی مفہوم کے اعتبار سے درست تھا تو پھر "جاوید احمد غامدی صاحب" کو اس لفظ کو اپنے ہی علاقے میں متعارف کروانے میں ہچکچاہٹ کیوں محسوس ہوئی؟ اور اس ماحول سے نکل کر جناب نے لاہور میں آ کر اس نسبت کا اظہار کیا اور پھر غامدی نسبت استعمال کی۔ آخر اس نسبت کو اپنے علاقے میں چھپانا اور وہاں سے باہر جا کر اسے متعارف کروانا یہ سب کس وجہ سے تھا؟
غامدی صاحب اپنی کتاب مقامات کے صفحہ 19 پر لفظ غامدی کی بابت لکھتے ہیں کہ۔۔۔ "ضلع ساہیوال کے جس دیہاتی ماحول میں رہتا تھا وہاں اس طرح کا نام مذاق بن جاتا لہٰذا میں نے اسے لکھنا بہت بعد میں شروع کیا۔

(ملاحظہ فرمائیں مقامات طبع سوم 2014 صفحہ 19)

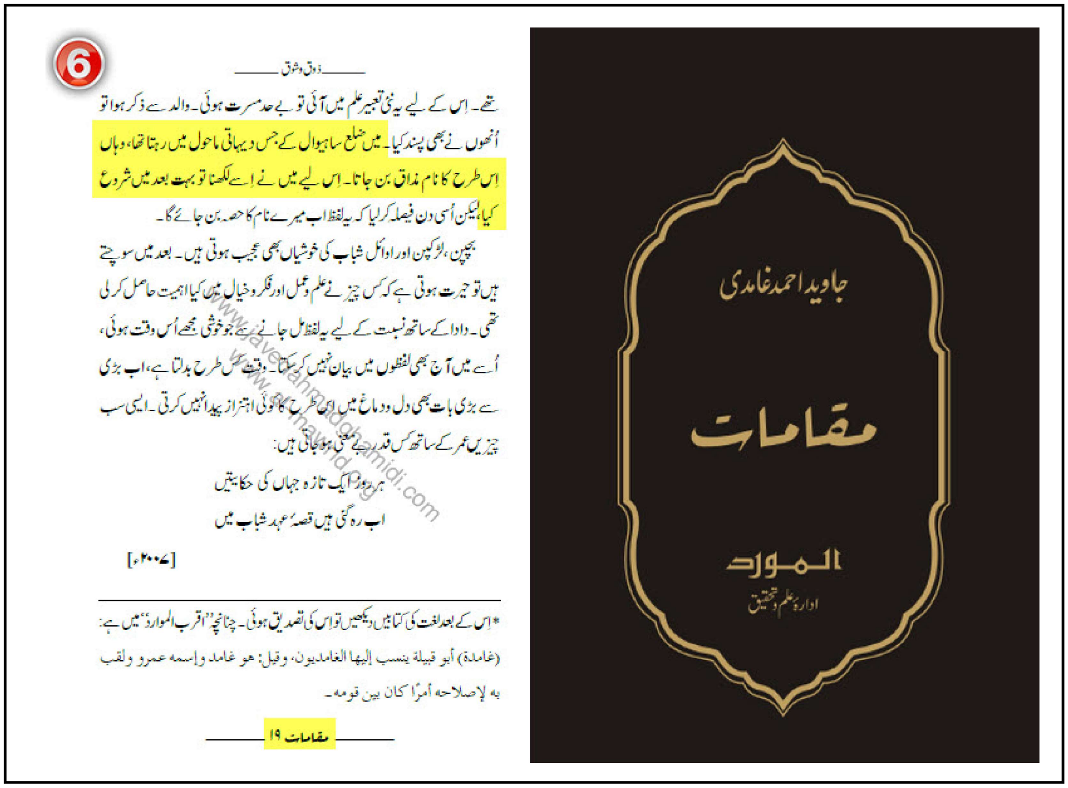

ذوق و شوق

تھے۔ اس کے لیے یہ نئی تعبیر علم میں آئی تو بے حد مسرت ہوئی۔ والد سے ذکر ہوا تو اُنھوں نے بھی پسند کیا۔ میں ضلع ساہیوال کے جس دیہاتی ماحول میں رہتا تھا، وہاں اس طرح کا نام مذاق بن جاتا۔ اس لیے میں نے اسے لکھنا تو بہت بعد میں شروع کیا، لیکن اُسی دن فیصلہ کر لیا کہ یہ لفظ اب میرے نام کا حصہ بن جائے گا۔

بچپن، لڑکپن اور اوائل شباب کی خوشیاں بھی عجیب ہوتی ہیں۔ بعد میں سوچتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ کس چیز نے علم و عمل اور فکر و خیال میں کیا اہمیت حاصل کر لی تھی۔ دادا کے ساتھ نسبت کے لیے یہ لفظ مل جانے سے جو خوشی مجھے اُس وقت ہوئی، اُسے میں آج بھی لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔ وقت کس طرح بدلتا ہے، اب بڑی سے بڑی بات بھی دل و دماغ میں اِس طرح کا کوئی اہتزاز پیدا نہیں کرتی۔ ایسی سب چیزیں عمر کے ساتھ کس قدر بے معنی ہو جاتی ہیں:

ہر روز ایک تازہ جہاں کی حکایتیں
اب رہ گئی ہیں قصۂ عہد شباب میں

[۲۰۰۷ء]

*اِس کے بعد لغت کی کتابیں دیکھیں تو اِس کی تصدیق ہوئی۔ چنانچہ "اقرب الموارد" میں ہے:
(غامدة) أبو قبيلة ينسب إليها الغامديون، وقيل: هو غامد واسمه عمرو ولقب به لإصلاحه أمرًا كان بين قومه۔

مقامات ۱۹

اب غامدی صاحب اوران کے سٹوڈنٹس سے ہمارے چند سوالات ہیں کہ۔۔۔

1: کیا اسلام میں صرف معنوی مفہوم کی بناپراس طرح اپنا نسب بدل لینا جائز ہے؟ جیسے غامدی صاحب نے بدلا ہے۔

2: آرائیں، راجپوت، اعوان وغیرہ برادی کے طور پر مختلف قبائل کے لیے ہمارے معاشرے میں متعارف ہیں۔تو اگر اب کوئی ککے زائی برادری کا شخص صرف معنوی مفہوم کی بناپراپنے آپ کو آرائیں یاراجپوت کہنے لگ جائے تو ہمارے ملک و معاشرے کے قبائلی تعارف کے اعتبار سے کیا ایسا کام درست ہوگا؟

4: جو شخص صرف اپنی پسند کی بناپراپنے نسب کے ساتھ ایسے کھیل سکتا ہے تو کیا دینی معاملات میں ایسے شخص کی رہنمائی لی جا سکتی ہے؟ کیونکہ اس سے اس کی ذہنی حالت واضح معلوم ہو جاتی ہے۔

5: کیا آپ کو یعنی غامدی صاحب کے سٹوڈنٹس کو بھی کبھی غامدی صاحب کی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ خاندانی نسبت پر شرمندگی محسوس ہوئی ہے؟

6: اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں اپنے علاقے میں تو آرائیں تھا لیکن لاہور یا فلاں جگہ جا کر میں راجپوت بن گیا ہوں۔۔۔تو کیا اسکا ایسا کہنا درست ہوگا؟

☆☆☆☆☆☆☆